

## رسائل و مسائل

### ٹیلی فون پر دوستی اور ریڈیو پروگرام میں گفتگو

سوال: ایک مسئلے میں بہت پریشان ہوں۔ میری سیلی ایک لڑکے سے فون پر بات کرتی ہے اور اس لڑکے کا موقف ہے کہ اگر ایک لڑکا اور لڑکی بغیر کسی بے ہودگی کے صرف اور صرف اجھے دوست کی حیثیت سے اسلام، سیاست اور دیگر معاشری موضوعات پر بات کرتے ہیں اور دوستی رکھتے ہیں تو وہ صحیح ہے۔ اس کے علاوہ اس کا (لڑکے کا) موقف یہ بھی ہے کہ شادی سے پہلے حضرت خدیجہؓ اور نبی کریمؐ کی بھی آپس میں بات چیت ہوتی تھی۔ چونکہ ہماری دوستی پاکیزہ ہے اس لئے صحیح ہے۔ لڑکی اور لڑکے کے گمراہے اس دوستی سے بالکل ناواقف ہیں۔ ان دونوں کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی البتہ لڑکا میری سیلی سے شادی کا بھی خواہش مند ہے۔ لیکن وہ رشتہ دینے سے پہلے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔ اور اس بات کی کوئی یقین دہلنی بھی نہیں ہے کہ وہ شادی کرے گا بھی یا نہیں۔۔۔ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میں اپنی دوست کو صحیح راہ پر نہ سوس دلائل کے ساتھ قائل کر سکوں۔

دوسرے مسئلہ یہ ہے کہ آج کل ریڈیو پر ایک سلسلہ فون پر گفتگو کرنے کا ہے جس میں آواز پورے پاکستان میں سی جاتی ہے۔ اگر پروگرام پیش کرنے والا مرد ہو اور بات کرنے والی خاتون ہو،۔۔۔ اور اگر پروگرام پیش کرنے والی بھی خاتون ہو تو ایک لڑکی کا یوں فون کر کے بات کرنا یا کسی موضوع پر بحث کرنا کس حد تک مناسب ہے؟ کیا یہ سلسلہ درست ہے؟

جواب: آپ کے سوال کا تعلق اسلام کے معاشرتی اخلاق سے ہے۔ اسلام کے دین کامل اور مکمل نظام حیات ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ نہ صرف عبادات، اور حقوق اللہ بلکہ معاشرتی معاملات میں بھی جامع اور واضح ہدایات فراہم کرے۔ ایک اجنبی مرد اور عورت کے درمیان گفتگو کے حدود و آداب کیا ہوں؟ یہ بھی اسلام کا ایک اہم اور تفصیل طلب موضوع ہے۔

آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً آپ نے جو مفروضہ قائم کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اگر نیک نیتی اور بغیر کسی شیطانی وسوے کے "اچھے دوست" کی حیثیت سے ایک مسلمان مرد اور عورت فون پر یا یونیورسٹی یا کالج میں یا بازار یا کسی مطعم (cafeteria/restaurant) میں تیری عالمی جنگ کے واقع ہونے یا نہ ہونے، انسانی اعضا کی پیوند کاری، اقبال کے تصور خودی، یا ذیجہ کے حرام و حلال ہونے پر ایک دو سختیں تک مفتکو کرتے رہیں، تو جب تک نیت میں فتورانہ آجائے، یہ ایک "معصوم" اور بے ضرر "دوستانہ" سرگرمی ہے۔ ہاں، جس لئے دونوں میں سے کسی کے دل میں دوسرے کے لیے دل چسپی یا محبت کا جذبہ پیدا ہو، مفتکو حرام، مکروہ اور مردود کے دائرے میں داخل ہو جائے گی، اس لیے فوراً منقطع کردی جائے۔ اس مفروضے کی دلیل بھی ایک دل چسپ مفروضے پر قائم کی گئی ہے اور یہ تصور کیا گیا ہے کہ عقد نکاح سے قبل جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ خدیجہؓ کے نمایاںدہ کی حیثیت سے ان کے مال کو تجارتی قاقلوں میں لے کر جاتے تھے تو آپؐ سیدہ خدیجہؓ سے لمبی چوڑی مفتکو بھی کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھو لیجیے کہ انبیاء کرام نبوت ملنے سے قبل بھی عادل اور صالح ہوتے ہیں اور اپنے معاملات میں حیا اور اخلاقی حدود کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اگر کسی مقام پر دو جملوں سے مدعا پورا ہو جائے تو وہاں ایک طول طویل خطبہ نہیں دیتے۔ اسی ہنا پر اگر آپ حضور نبی کریمؐ کے خطبات کا مطالعہ کریں تو یہ اہم بات نظر آئے گی کہ وہ انتہائی مختصر، جامع، بلیغ اور موثر ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپؐ سیدہ خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر جاتے تھے تو تجارتی مال کے حوالے سے آپؐ نے جو بات بھی فرمائی ہو گی وہ صرف ضرورت کی حد تک ہی اور آپؐ کی اسی دیانت اور کفایت سے متاثر ہو کر آپؐ کو نکاح کا پیغام دیا گیا۔

اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ معاملات کی تقسیم ضروریات، حاجات اور تحسینات میں کی جائے۔ چنانچہ جس حد تک مفتکو کرنا ضروری ہو، مثلاً آپ کو سفر میں کسی سے راست پوچھنا ہے، ہسپتال یا مسجد یا ڈاک خانے کا پتا دریافت کرنا ہے، ایک دکان دار سے کپڑے کی قیمت معلوم کرنی ہے، ایک ڈاکٹر کو اپنے گلے میں خرابی، بخار اور جسم میں درد کی کیفیت سے آگہہ کرنا ہے، تو ان تمام معاملات کو ہم صرف ایک اصطلاح یعنی "ضرورت" سے تعجب کرتے ہیں۔ ضرورت کی حد تک بات کرنے کی اجازت خود قرآن کریم نے واضح طور پر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَإِذَا مَا شَأْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَشَلُّوهُنَّ مِنْ وَزَآءٍ جَحَابٍ ۖ ذَلِكُمْ أَظْهَرُ لِقْلُونِيَّكُمْ وَلِقْلُونِيَّهُنَّ ۖ (احزان ۳۳: ۵۳) "نبی کی یہ بیویوں سے اگر تھیں کچھ مانگنا ہو تو پر دے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تحرارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے"۔

اس آہت مبارکہ نے اہل ایمان کو نہ صرف اہمات المومنینؐ سے سوال کرنے یا کوئی چیز مانگنے کے لئے اسلامی طریقہ سکھلایا بلکہ قیامت تک کے لیے عام مسلمانوں کے ایک معاشرتی مسئلے کا حل بھی تجویز کر

دیا۔ گویا ضرورت کی حد تک سوال کرنا، کوئی بات دریافت کرنا، کسی چیز کا مانگنا جائز قرار دیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ سیدہ عائشہؓ اپنے مجرے میں پردے کے پیچھے سے بیٹھ کر صحابہ کرامؐ کو قرآن، حدیث و فقہ کی تعلیم دیتی تھیں جس کے نتیجے میں مدینہ منورہ کے معروف فقہاء سبھے آپؐ سے تربیت پا کر مند علم پر فائز ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ عمل فرض کی تعریف میں آتا ہے کیونکہ قرآن نے حلال و حرام کے علم کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا ہے۔

ایک نوجوان لڑکی اور لڑکے یا ایک دفتر میں کام کرنے والے افراد کا کسی دفتر کی خاتون کے ساتھ نوک جھوٹ کرتے ہوئے چائے کی ایک پیالی پر آدمی کے گھنٹے تک حالات حاضرہ پر تبصرہ کرنا، یا ۳۵ منٹ تک فون پر کرکٹ میچ پر تبصرہ کرنا، اسلامی نقطہ نظر سے "ضرورت" کی تعریف میں نہیں آتا۔ اسی طرح کوئی "بے ہودہ بات" کیے بغیر مخفی "اچھے دوست" کی حیثیت سے بات کرنا بھی کسی "ضرورت" میں نہیں آتا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ اسلام نے عالمی زندگی کے لیے نکاح کو شرط قرار دیا ہے لیکن ایک مرد اور عورت نکاح کے بغیر "اچھے دوست" کی حیثیت سے اور کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب کیے بغیر ایک گھر میں ساتھ رہیں تو کیا یہ عمل اخلاقی حیثیت سے درست اور اسلامی طور پر مباح ہو جائے گا؟ ہاں، ایک طالب علم یا طالبہ کو اگر ایک معلم یا معلمہ سے سیاسی، معاشری اور دیگر درسی علوم پر تبادلہ خیالات کرنا ہے تو وہ اس کی علمی ضرورت ہے، اور صرف اس حد تک جائز ہو گا جتنا ضروری قرار دیا جا سکے۔ برقیاتی خط و کتابت کے اس دور میں کمپیوٹر پر گپ شپ (chat) پر بھی یہ اصول نافذ ہو گا اور بلا ضرورت اس قسم کی حرکت جائز نہیں ہو جائے گی۔

اسلام میں دوستی کی بنیاد صرف "معروف" پر ہے "مکر" پر نہیں۔ "معروف" کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اسے خوش کرنے والی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے رشتہوں اور تعلقات کی بنیاد کو خود محترم قرار دیتے ہوئے محروم اور غیر محروم کا تعین فرمادیا ہو اور کھانے پینے اور بات چیت اور سوشاپنگ کے لیے حدود کا تعین کر دیا ہو، تو اللہ تعالیٰ کو اسی وقت خوش کیا جا سکتا ہے جب اس کی حدود کا پورا خیال رکھا جائے۔

دوسری مسئلہ جس کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے یعنی نسوی آواز کا ستر حورہ ہونا یا نہ ہونا، اس پر فقہاء امت میں ایک سے زائد آراء پائی جاتی ہیں۔ جس آیت کا اوپر حوالہ دیا گیا وہ خود یہ واضح کر دیتی ہے کہ آواز میں لچک پیدا کیے بغیر کسی بات کا جواب دینا جائز ہے۔ اگر آواز کا بھی پروہ ہوتا تو قرآن کریم اس بات کی اجازت نہ دیتا اور سیدہ عائشہؓ جو بعد کے فقہاء امت سے زیادہ قرآن کے مطالب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو سمجھتی تھیں اور جن کا حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ سے